AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

رباعیاتِ نصیر زندہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

A RESEARCH AND CRITICAL STUDY OF THE RUBAIYAT OF NASEER ZINDA

رضوان منیر

پی ایچ ڈی اسکالر (اردو) الحمد اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کیمپس

سید مظفر حسین

ایسوسی ایٹ پروفیسر اردو

الحمد اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کیمپس

Abstract

Rubai is an Arabic word meaning four. Rubai is an important and popular genre of Urdu poetry. It is a short poem consisting of four lines which is complete in itself in terms of thought and idea. The idea is coherent and continuous in all four lines and the idea is completed in the last line. Many poets in Urdu language and literature have adopted this genre of speech to express their feelings, and in this way they have fully expressed their heartfelt thoughts and intellectual aspirations. "Mr. Muhammad Naseer Zinda is a poet of great eloquence. His mastery of the art of Harchand Rubai is enviable. This article covers the different aspects of the qualities of Naseer Zinda's rubai.

اُردو زبان وادب میں دیگر اصنافِ سخن کی طرح رباعی کی صنف بھی عربی اور فارسی سے اُردو میں آئی ہے۔ رباعی کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

"رباعی اُردو کی وہ مختصر ترین صنفِ سخن ہے جس میں مقررہ اوزان، وحدتِ خیال اور تسلسلِ بیان کی پابندی از بس ضروری ہے۔"(۱)

رباعی کو مشکل صنفِ سخن بنانے میں اس کے اوزان اہم ہیں۔ رباعی کے چاروں مصرعوں میں ایک ہی خیال کو مکمل بیان کرنا پڑتا ہے۔ اس بات پر شاعر کی پوری توجہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے خیال کو مخصوص وزن پر چار مصرعوں میں ترتیب میں لاتا ہے۔

"ایک ایسی چار دیواری، ایک ایسی حرم ہے جس میں بیک وقت ایک ہی خیال جاگزیں ہو سکتا ہے۔ پہلے مصرعے میں خیال کو متعارف کروایا جاتا ہے۔ دوسرے مصرعے میں اس کی وضاحت ہوتی ہے تیسرا مصرع پہلے دو مصرعوں کا چوتھے مصرعے سے ربط پیدا کرتا ہے اور چوتھا مصرع خیال کا نقطہ عروج، پنچ لائن، جس کو گونج تادیر سنائی دیتی ہے۔"(۲)

فارسی رباعی میں ہر خاص وعام کو دلچسپی تھی لیکن اُردو زبان میں ایسا نہیں ہے۔ فارسی رباعی گوئی میں صوفاء حکماء کے ساتھ ساتھ حکمران طبقہ بھی رباعی گوئی میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا تھا۔ اس وجہ سے عام لوگوں کی دلچسپی بھی رباعی سے برقرار رہی ہے۔

"رباعی وہ سخن ہے جسے حلقۂ حکماء اور حلقۂ صوفیاء میں سے سب سے زیادہ پذیرائی حاصل رہی ہے۔ حکماء اسے اپنے فکری واردات کے اظہار کے لئے اور صوفیاء اپنے قلبی واردات کے اظہار کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں۔"(۳)

اُردو زبان وادب میں بہت سے شعراء نے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے اس صنفِ سخن کو اپنایا ہے اس میں اپنے قلبی واردات اور فکری خیالات کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ اکیسویں صدی میں بہت سے شعراء نے اپنا اوڑھنا بچھونا رباعی کو بنالیا ہے۔ ان میں فراست حسین رضوی، سید گلزار بخاری، ذوالفقار علی دانش، صفیان صفی، اشفاق چغتائی، محمد

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

نصیر زندہ، پیر نصیر الدین نصیر، جامی گیلانی، سید اشعر، ڈاکٹر قمر رعینی، پروین سجل، عطاالرحمٰن قاضی کے نام شامل ہیں۔ان سب شعراء کی رباعیات کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ محمد نصیر زندہ کی رباعیات کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں ان پر مختلف نقاد اپنی اپنی آراء کا اظہار کر چکے ہیں۔"نقش تحیر" کے دیباچے میں حکیم سہر وسہار نپوری لکھتے ہیں:

"اوزانِ رباعی کے سارے تجربے اس مجموعے کے صفحات پر بکھرے نظر آئے اور اندازہ ہوا کہ یہ نوجوان اوزانِ رباعیات پر مکمل عبور رکھتا ہے"۔(۴)

"نقش تحیر" میں انھوں نے حمد، نعت، منقبت، ضروریات، سماجی موضوعات اور اس کے ساتھ ساتھ عشقیہ موضوعات پر بھی رباعیات لکھی ہیں۔"نقشِ تحیر" میں کے بعد انھوں نے "عرشِ سخن" کے نام رباعیات کو ترتیب دیا ہے اس مجموعہ میں انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں رباعیات تحریر کی ہیں۔"عرش سخن" کے حوالے سے پروفیسر فتح محمد ملک لکھتے ہیں:

"جناب محمد نصیر زندہ ایک قادرالکلام شاعر ہیں ہر چند رباعی کے فن پر اُن کی گرفت قابل رشک ہے۔تاہم ان کا شاعرانہ کمال فقط قدرتِ کلام سے عبارت نہیں ہے ان کی شاعری کا اصل جوہر تاجدارِ ہل اتی، شیر خدا، مشکل کشا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے والہانہ، گہری اور لازوال محبت سے پھوٹا ہے۔"(۵)

"عرش سخن" کے بعد ان کا مجموعہ "ھل من ناصر ینصرنا" 2018ء میں شائع ہوا ہے۔اس مجموعہ کلام کا دیباچہ افتخار عارف نے لکھا ہے۔اس میں افتخار عارف لکھتے ہیں:

"زندگی کی مختلف جہتوں پر سامنے آنے والے سوالوں کے جواب رباعی کی صورت فراہم کرنے کی جناب زندہ کی کوششیں ذرا دیر کے لئے انسان کو ایک اور ہی دنیا میں لے جاتی ہیں۔نئے پرانے مشکل موضوعات کی فنی خوبصورتی کے ساتھ نظم کر کے عزیزم نصیر زندہ نے جہانِ دانش کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے۔میں سمجھتا ہوں شاعری اور قاری کے درمیان یہ رابطہ دیر تک قائم رہے گا۔ایک ایسا رابطہ جو ذہن و دل کے دریچوں کو وا کرتا ہے اور خیر کی قوتوں پر ہمارے یقین کو مستحکم کرتا ہے۔"(۶)

ان کا رباعیات اور غزل پر مجموعہ "میرا دوسرا وجود" ستمبر 2021ء میں شائع ہوا۔اس میں انھوں نے پہلے حصے میں غزلیں شامل کی ہیں۔جو انھوں نے گولڑہ شریف کے سجادہ نشین کی فرمائش پر لکھی ہیں جبکہ دوسرے حصے میں رباعیات میں وہ مختلف قسم کے موضوعات پر اظہارِ خیال کرتے ہیں اس میں انھوں نے 126 رباعیات شامل کی ہیں۔انھوں نے رباعی میں کلاسیکی موضوعات سے ہٹ کر بھی رباعیات تحریر کی ہیں۔فارسی رباعی میں حمد، نعت اور فلسفہ واخلاق کے موضوع کو بہت اہمیت حاصل رہی ہے اُردو شاعری اور رباعی بھی فارسی شعر وادب کے زیرِ اثر پروان چڑھی ہے اس لیے اُردو شعراء نے بھی پہلے پہل انہی موضوعات کو بیان کیا ہے جو فارسی میں موجود تھے۔اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہوئے نصیر زندہ کہتے ہیں:

وسعت	تیری	قطرہ	قطرہ	دریا	دریا
عرصہ	ترا	ذرّہ	ذرّہ	صحرا	صحرا
خوشبو	تری	پتّی	پتّی	غنچہ	غنچہ
گلشن	ترا	ڈالی	ڈالی	بوٹا	بوٹا

(۷)

ان کے ہاں حمدیہ رباعیات ہر مجموعہ میں موجود ہیں جن میں اللہ کی شان وقدرت کا اظہار کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے نعت کی طرف بھی توجہ کی ہے اور نعتیہ رباعیات لکھی ہیں جن میں حضور ﷺ کی ذات سے محبت وعقیدت اور شان کو بیان کیا ہے۔حمد اور نعت ایسے موضوعات ہیں جو تمام مسلم شعراء کے ہاں موجود ہیں اور

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

تمام شعراء فخر و برکت سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی شان تو خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ "اے نبی ہم نے آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا ہے"۔ یہی وجہ ہے کہ شعراء بھی نبی کریم ﷺ کی شان میں نعت لکھتے ہیں اور آپ ﷺ سے عقیدت و محبت کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔

سر مستی کائنات پر طاری ہے
ذرّے ذرّے کو ذوقِ سرشاری ہے
پھل پھول شجر حجر ہیں پڑھتے کلمہ
ذکر شہ لولاک لما جاری ہے

(۸)

محمد نصیر زندہ نے اپنی رباعیات میں اس بات کا خاص خیال رکھا ہے وہ کوئی اے سی بات نہیں کرتے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی شان میں کوئی بے ادبی ے اگستاخی ہو وہ اپنی عقیدتوں کا اظہار بھرپور انداز سے کرتے ہیں لیکن اس سب میں ادب کا دامن کہیں بھی چھوڑے ہوئے نظر نہیں آتے ۔انھیں اس بات کا مکمل ادراک ہے کہ یہ عظیم ہستیاں وہ ہیں جو حضور سرورِ کائنات ﷺ کے ساتھ اس طرح وابستہ رہے ہیں کہ اپنا تن من دھن دینِ اسلام اور حضور اکرم ﷺ پر قربان کرنے کو تیار تھیں۔ اگر صحابہ کرام کو قدر و منزلت ملی ہے تو وہ بھی نبی کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے ملی ہے۔ ان کو یہ مقام و مرتبہ اللہ اور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

حضور ﷺ کے دور میں جانثارِ صحابہ نے حضور ﷺ کا ہر طرح سے ساتھ دیا وہاں پر آپ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی زندگی بھر آپ ﷺ کا ساتھ دیا بعض غزوات میں حضرت علیؓ کو صحابہ کی صف میں سے بلا کر جنگ کا علم بھی عطا کیا ہے۔ زندگی بھر غزوات میں حضرت علیؓ بھی صحابہ کرامؓ کے ساتھ، حضور ﷺ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے احادیث میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان کو واضح کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے زندگی کی آخری سانس تک دینِ اسلام کے اصولوں کی پیروی کی ہے اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے بے شمار خدمات انجام دی ہیں۔ حضرت علیؓ کی عقیدت و محبت دینِ اسلام اور نبی کریم ﷺ سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ حضرت علیؓ کے کمالات پر اور ان کی شان پر شعراء نے بہت کچھ لکھا ہے۔ محمد نصیر زندہ نے بھی حضرت علیؓ سے اپنی عقیدت و محبت کا بھرپور اظہار کیا ہے۔

ہاتھوں میں لے کر جامِ علیؓ لے کر اُٹھوں گا
پی کر مئے گلفامِ علیؓ اُٹھوں گا
جب شورِ قیامت میں سنوں گا سر پر
تربت سے لے کر نامِ علیؓ اُٹھوں گا

(۹)

حضرت علیؓ سے محبت کرنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں جو ہر وقت حضرت علیؓ کی محبت کا دم بھرتے نظر آتے ہیں۔ اپنی رباعی میں محمد نصیر زندہ نے واقعہ کربلا کو بھی بھرپور بیان کیا ہے۔ واقعہ کربلا انسانی تاریخ کا ایک ایسا واقعہ ہے جو خیر و شر کے درمیان ایک لکیر کھینچ کر رکھ دیتا ہے۔ اس واقعے نے انسانی تاریخ کو نیا موڑ دیا کہ انسان کبھی بھی باطل کے آگے نہ جھکے۔ حضرت امام حسینؓ نے حق کا عَلم تھاما اور اسے قیامت تک کے لئے بلند کر دیا ہے۔ واقعہ کربلا پر تاریخ میں بہت سے تاریخ دانوں اور شاعروں نے اپنے اپنے انداز میں لکھا ہے۔ یہ ایسا واقعہ ہے جو خیر کی قوتوں کو شر کے سامنے ڈٹ جانے کا درس دیتا ہے۔ حضرت امام حسینؓ اوران کے ساتھی کربلا کے میدان میں اپنی موت کو قریب سے دیکھنے کے باوجود ڈٹے رہے اور یزید لعین کی بیعت سے انکار کیا۔ انھوں نے دینِ اسلام کے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اصولوں میں اور شریعت میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کی مخالفت کی تھی۔یزید لعین جیسے شراب خور،زانی اور بدکار کی حمایت نہ کی بلکہ اس کے سامنے کلمۂ حق بیان کیا ۔شہدائے کربلانے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ وفا کی اور عشق ، حق ،وفا کے عنوانات کو نئی تاریخ سے آشنا کیا۔حضرت امام حسینؓ نے اپنا سر تو دے دیا لیکن اپنا ہاتھ کسی ظالم کے ہاتھ میں نہ دیا۔

ان کی اس عظیم قربانی اور اسلام کے لئے خدمات کو شعراء نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ محمد نصیر زندہ نے بھی اپنی رباعیوں میں ان کی خدمات کو اور وفا کو بہترین انداز میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے ان کے ساتھ اپنی دلی وابستگی اور لگاؤ کا اظہار کیا ہے۔

معیار کو گرنے نہیں دیتا سردار
کردار کو گرنے نہیں دیتا سردار
وہ قیمتِ ناموس میں سر دیتا ہے
دستار کو گرنے نہیں دیتا سردار

(۱۰)

ہر انسان کے اندر خیر اور شر کی قوتوں کا ٹکراؤ جاری رہتا ہے۔ خیر اور شر کی طرف جاتا ہے یہ ہر انسان خود فیصلہ کرتا ہے کہ وہ یزیدی لشکر کی طرف جائے یا پھر لشکرِ حسینی لشکر کا انتخاب کرتا ہے۔یہ مرحلہ مرتے دم تک انسان کے اندر چلتار ہتا ہے۔کربلا میں شہادت کا اندوہناک منظر تھا اس اندوہ ناک واقعہ کو شاعروں نے اپنے قلم سے بیان کیا ہے۔وہ اسے قلمبند کرتے ہوئے اس منظر کو آنکھوں کے سامنے لاکھڑا کرتے ہیں۔رباعی میں مرثیہ کا مضمون بھی نصیر زندہ نے باندھا ہے۔اساتذہ بھی مرثیہ نگاری میں اس مضمون پر اشعار باندھتے رہے ہیں۔ حضرت علی اکبرؓ کو عین جوانی میں کس طرح شہید کیا گیا۔

رخسار گل و لالہ کبھی دھوتا ہے
گر بحر میں یہ تخم گہر بوتا ہے
برسو ں سے برستا ہے جو ابرِ باراں
غم میں علی اکبرؓ کے فلک روتا ہے

(۱۱)

نصیر زندہ نے صرف حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ کی شان میں رباعیات نہیں کہی ہیں بلکہ انھوں نے بزرگ ہستیوں اور صوفیا سے بھی محبت اور عقیدت رکھی ہے ان کی فضیلت میں بھی رباعیاں لکھی ہیں۔ان کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہیں۔وہ ان موضوعات سے ہٹ کر بھی رباعیاں کہتے ہیں انھوں نے عشقِ حقیقی کے ساتھ ساتھ عشقِ مجازی کو بھی بیان کیا ہے وہ عشقِ مجازی کے موضوع کو بھی اظہار کا ذریعہ بناتے ہیں۔ان کا محبوب خیالی نہیں بلکہ وہ چلتا پھرتا اور گوشت پوست کا ہے۔ان کی کچھ رباعیات "نقدِ آرزو"میں موجود ہیں جن میں انھوں نے اپنے خیالات کو ایک نئے اور اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے۔ان رباعیات میں وہ بہت خوبصورت اور حسین مناظر کو بیان کرتے ہیں ان میں وہ اپنے محبوب کے جسم واوصاف کو بیان کرتے ہیں اس سارے منظر میں وہ اپنے خیالات کو آلودہ نہیں کرتے اور نہ ہی بوالحواسی کا اظہار کرتے ہیں۔وہ اپنی بات کو نمایاں کرنے اور اس میں زور پیدا کرنے کے لئے محاورات کا استعمال بھی کرتے نظر آتے ہیں۔

چوٹی میں موتیا سجایا اس نے
اونچی ایڑی سے قد بڑھایا اس نے
اک حشر سرِ بزم اٹھانے کے لئے

زور ایڑی چوٹی کا لگایا اس نے

(۱۲)

وہ آغوشِ خیال اور آغوشِ لب کی قیامت کی دوریوں کو کمالِ مہارت سے بیان کرتے ہیں۔ ان کی رباعیوں میں مختلف مضامین کو خوبصورت انداز سے تصویر کیا گیا ہے عام وخاص ہر طرح کے مضامین ان کی دسترس میں ہیں وہ زندگی کی سچائیوں کو بیان کرتے ہیں وہ کمال مہارت سے زندگی کی حقیقت کو سامنے لاتے ہیں۔ ان کے ہاں موضوعات کا تنوع موجود ہے وہ اپنی رباعیوں میں ہر خاص وعام موضوع کو بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے مجموعہ "میرا دوسرا وجود" میں زندگی کے مختلف مسائل کو قلم بند کیا ہے۔ وہ مختلف معاشرتی مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ انھوں نے جو معاشرے میں دیکھا ہے اور جس طرح کے مسائل آج عام ہیں وہ ان سب کو بیان کرتے ہیں۔

کمزور کو طاقت نہیں دیتی کرسی
احمق کو فراست نہیں دیتی کرسی
کردار ہے فخر جاودانی کا تاج
انسان کو عزت نہیں دیتی کرسی

(۱۳)

وہ کمزوروں کے حق میں آواز اٹھاتے ہیں۔ آج کے دور میں انسان بڑے عہدوں کے چکر میں حرام اور حلال کے درمیان فرق کو ختم کر بیٹھا ہے۔ بے وقوف لوگ بڑے عہدوں پر موجود ہیں جس کی وجہ سے معاشرے کو بے پناہ مسائل کا سامنا ہے۔ وہ روپے پیسے اور بڑے عہدوں کو عزت کا حصول سمجھ بیٹھے تھے حالانکہ روپے پیسے اور بڑے عہدے پر بیٹھنے سے عزت نہیں ملتی بلکہ عزت انسان کے کردار سے ہوتی ہے جس کا کردار بلند ہے وہ اتنا ہی عزت دار ہے۔

موجودہ معاشرے کا ایک المیہ یہ بھی ہے جھوٹ کا رواج عام ہے۔ اس دور میں طاقتور کے آگے اہلِ قلم بے بس ہیں۔ اہلِ قلم میں بھی ایک طبقہ ظالموں کی حمایت میں ہے۔ ان کا کام ہی صرف سچ اور جھوٹ کو آپس میں ملانا ہے تاکہ لوگ سچ نہ جان سکیں اور ان کو وہی کچھ پتہ چلے جو جھوٹ ہے لوگ سچ کی بجائے جھوٹ پر یقین کریں ایسے دانشوروں اور اہلِ قلم پر بھی ہر دور میں شعراء نے کھلم کھلا چوٹ کی ہے وہ ان کے کردار کو سامنے لاتے ہیں ان کی مذمت کرتے نظر آتے ہیں۔

تحسین کے یہ لطف و کرم جھوٹے ہیں
الفاظ کے یہ دام و درم جھوٹے ہیں
سچ کی میزان پر سخن رکھتے نہیں
اس عہد کے یہ اہلِ قلم جھوٹے ہیں

(۱۴)

انھوں نے دنیا میں مظلوموں کے لیے بھی آواز اٹھائی ہے۔ وہ دنیا میں ظلم وستم پر خاموش نہیں رہتے ہیں۔ دنیا میں پھیلی بدامنی اور افراتفری کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں دنیا میں مغربی طاقتوں کی وجہ سے جو ظلم وستم ہو رہے ہیں وہ اس پر بھی آواز اٹھاتے ہیں دنیا میں مغربی طاقتوں نے ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا ہے مسلمانوں پر بالخصوص ہر طرف سے ظلم وستم جاری ہے۔ دنیا میں موجود مسلمانوں کے لیے مسلم ممالک کے حکمران کچھ نہیں کر رہے وہ مغربی طاقتوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں انھوں نے قدرتی معدنیات اور ان کے ذخائر پر قبضہ کے لیے مختلف ملکوں پر جنگیں مسلط کر رکھی ہیں۔ دنیا میں نام نہاد جمہوریت کے لئے کمزوروں کو مشقِ ستم بنایا ہوا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی جمہوریت کے نام پر مختلف حیلوں اور حربوں سے بدامنی کو ہوا دی جارہی ہے سرمایہ داروں نے جمہوریت کے نام پر حکومت سنبھال رکھی ہے۔ معاشرہ ہر روز تنزلی کی طرف گامزن ہے۔ عدالتی نظام میں بے شمار خرابیاں ہیں قانون وانصاف صرف کمزوروں اور مظلوموں کے لئے ہے۔

قانون سے انصاف کو رد کرتا ہے
دولت کا چلن نیک کو بد کرتا ہے
جمہوریت انداز بدل دیتی ہے
مظلوم بھی ظالم کی مدد کرتا ہے
(۱۵)

انھوں نے معاشرے میں تنزلی اور اس کے زوال کے اسباب کی بات کی ہے وہ معاشرے میں پھیلے مختلف کرداروں کو سامنے لاتے ہیں کیا سیاست ہو یا نظام انصاف یا مذہب وہ ان موضوعات میں تنزلی کی بات کرتے ہیں کہ لوگ آج انسانیت کی منزل سے نیچے گرتے جا رہے ہیں۔ انسانیت کو لوگ بھول چکے ہیں معاشرے میں ہر فرد اپنے مفاد کی خاطر کام کرتا ہے اپنے مفاد پر نظر رکھتا ہے سچ بولنا معاشرے میں جرم بنتا جا رہا ہے۔ لوگوں کے سوچنے کے انداز میں تبدیلی ہوتی جا رہی ہے لوگ مادیت پسندی کی طرف تیزی سے بڑھتے جا رہے ہیں۔

بھگوان کی مورت بیچی جاتی ہے
قرآن کی سورت بیچی جاتی ہے
تشہیر کی زرخیز ادا میں عورت
اک جنس کی صورت بیچی جاتی ہے
(۱۶)

لوگ روحانیت سے دور ہوتے جا رہے ہیں مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں لوگ صرف زیادہ سے زیادہ دولت کے چکر میں معاشرے میں برائیوں کو پھیلایا جا رہا ہے۔ نصیر زندہ نے رباعی میں ہر طرح کے مسائل کو بیان کیا ہے وہ انسان اور معاشرے میں تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ ان کی رباعیات کے حوالے سے پوٹھوہاری زبان کے شاعر یاسر کیانی نے اس طرح کا اظہار کیا ہے:

"زندہ کی ژرف نگاہی اور بیان کی مہارت قابل توجہ ہے جو کسی طرح اساتذہ سے کم نہیں ہے زندہ اسپ بیاں کو بازوئے براق تفویض کرتا ہوا اقلیم خیال کو کسی شہنشاہ کی طرح زیر نگیں لاتا ہے غالب کے ہاں مضامین غیب سے نزول کرتے ہیں تو زندہ افلاک وجود و مثال، وراو ماورا کے شکم سے دُرِ مضمون کھینچ نکالتا ہے اس کے مضامین اچھوتے، کلاسیکی اور متحیر کر دینے والے ہیں سخن کے تاجور اگر کوزے میں دریا بند کرتے ہیں تو زندہ کوزے سے سمندر نکالتا ہے۔ مستقبل میں جب بھی عہدِ حاضر کی رباعی کا مقدمہ مرتب ہوا تو یقیناً۔۔۔ہاں۔۔یقیناً محمد نصیر زندہ جدید کلاسیکی رباعی کا باوا آدم ٹھہرایا جائے گا"۔(۱۷)

نصیر زندہ نے اپنی رباعیوں میں خیالات کو وسعت دی ہے وہ اپنی رباعیوں میں معاشرے کی زبوں حالی کو بھی روتے ہیں دوسری طرف اپنی صوفیانہ شاعری میں افلاک کی وسعتوں میں سیر کرتے نظر آتے ہیں۔ انھوں نے رباعی میں فکری و معنوی جہاں کا در وا کیا ہے وہ ادب برائے ادب کی بجائے ادب برائے زندگی کی بات کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ معاشرے میں امن اور ترقی کے خواہاں ہیں وہ جہد و عمل کی بات کرتے ہیں۔ امید اور ہمت پیدا کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی رباعیوں میں ایک زندہ اور جیتے جاگتے انسان کو ہم کلام کیا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No.4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

حوالہ جات

ا۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر "اُردو رباعی" گنج شکر پریس، لاہور، 2007ء، ص20

2۔ محمد ارشاد "رباعی تحقیق و تنقید" القا پبلی کیشنز، لاہور، 2013ء، ص77

3۔ ایضاً، ص85

4۔ حکیم سہر وسہارنپوری "دیباچہ نقش تحیر" کلر سیداں، جنوری، 2007ء، ص7

5۔ پروفیسر فتح محمد ملک "تبصرہ پس ورق عرش سخن" پرنٹاس پرنٹنگ پریس، راولپنڈی، 2009

6۔ افتخار عارف "دیباچہ "ھل من ناصر ینصرنا" فیض الاسلام پرنٹر، راولپنڈی، 2018ء، ص9

7۔ "عرش سخن" جولائی، 2009ء، ص8

8۔ محمد نصیر زندہ "نقش تحیر" راولپنڈی، جنوری 2007ء، ص15

9۔ محمد نصیر زندہ "عرش سخن" راولپنڈی، جولائی، 2008، ص80

10۔ محمد نصیر زندہ "ھل من ناصر ینصرنا" فیض الاسلام راولپنڈی 2018ص65

11۔ محمد نصیر زندہ "عرش سخن" پرنٹاس پرنٹنگ پریس راولپنڈی 2008ص135

12۔ "نقدِ آرزو" چوہدری پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ راولپنڈی دسمبر 2014ص96

13۔ "میرا دوسرا وجود" قلم دوست مطبوعات گوجر خان 2021ص125

14۔ ایضاً ص127

15۔ ایضاً ص163

16۔ ایضاً ص166

۱۷۔ یاسر کیانی، (فلیپ) "میرا دوسرا وجود" قلم دوست مطبوعات گوجر خان 2021ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆